2 حقیقی پیداوار کا شعبہ

2.1 شعبہ زراعت کی کارکردگی

ابتدائی اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ رواں مالی سال میں زرعی نمو، گنے کی فصل میں کمی کے باوجود مالی سال 08ء کے مقابلے میں نمایاں طور پر بہتر ہو سکتی ہے۔ چاول کی 6.5 ملین ٹن کی ریکارڈ پیداوار، رواں مالی سال کی خریف میں کپاس کی پیداوار میں معمولی سی بہتری (دیکھئے **جدول 2.1**)

جدول 2.1: اہم فصلوں کی کارکردگی

فصل	مالی سال 2007ء	مالی سال 2008ء ہ	مالی سال 2008ء ع	مالی سال 2009ء ہ	مالی سال 2009ء ت	مالی سال 08ء کی نسبت 2009ء میں % تبدیلی
زیر کاشت رقبہ (000 ہیکٹر)						
کپاس	3,075	3,250	3,055	3,220	2,850	-7
گنا	1,029	1,040	1,241	1,040	1,043	-16
چاول	2,581	2,594	2,516	2,594	2,916	16
گندم	8,578	8,578	8,550	8,610	☆4,729	☆☆ 9.3
چنا	1,052	1,120	782	1,012	-	-
مکئی	1,017	1,001	1,037	1,001	-	-
پیداوار (000 ٹن، کپاس 000 گانٹھوں میں، فی گانٹھ 170.09 کلوگرام)						
کپاس	12,856	14,140	11,655	14,110	12,060	3.5
گنا	54,742	55,871	63,920	56,516	53,689	-16.0
چاول	5,438	5,721	5,561	5,721	6,543	17.7
گندم	23,295	24,045	20,959	25,000	-	-
چنا	838	707	554	652	-	-
مکئی	3,088	3,221	3,109	3,279	-	-
یافت (کلوگرام فی ہیکٹر)						
کپاس	711	740	649	750	720	10.9
گنا	53,199	53,722	51,507	54,342	51,476	-0.1
چاول	2,107	2,205	2,210	2,205	2,244	1.5
گندم	2,716	2,803	2,451	2,904	-	-
چنا	797	631	708	644	-	-
مکئی	3,036	3,218	2,998	3,276	-	-

ع: عبوری، ہ: ہدف ت: تخمینہ ماخذ: وزارت خوراک، زراعت و گلہ بانی

☆15 نومبر 2008ء تک، ☆2007ء کے اسی عرصے کے مقابلے میں تبدیلی

اور گندم کی متوقع ریکارڈ پیداوار اس امید کے تین اسباب ہیں۔[1] نیز ابتدائی معلومات سے، چھوٹی فصلوں کے خاصا عمدہ رہنے اور گلہ بانی کے شعبے میں معقول نمو کا امکان بھی ابھرتا ہے۔ پانی کی مستقل قلت کے باوجود خریف کی فصلوں میں نمایاں بہتری آنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عمدہ نرخ ملنے کی امید اور قرضے کی دستیابی نے کاشت کاروں کو فصلوں میں زیادہ سرمایہ کاری کرنے پر راغب کیا۔

1 گندم کی اب تک بہترین فصل مالی سال 07ء میں ہوئی جو 23.3 ملین ٹن تھی۔ زیر کاشت رقبے میں معقول اضافے اور بروقت بارشوں کی وجہ سے امکان ہے کہ رواں مالی سال گندم کی فصل نئی ریکارڈ بلندی پر جا پہنچے گی۔

شکل 2.1: کپاس کی کاشت کے رجحانات

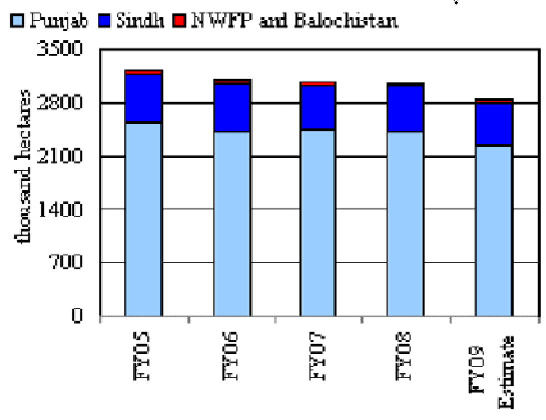

مالی سال 2009ء کے میزانیے میں (اور بعد میں بھی) کیے جانے والے بعض اہم پالیسی اقدامات سے بھی کاشت کاروں کی حوصلہ افزائی ہوئی ہوگی۔ وہ پالیسی اقدامات یہ ہیں: (1) رواں مالی سال کے لیے گندم کی سرکاری قیمتوں میں اضافہ، (2) مالی سال 08ء کے مقابلے میں رواں مالی سال کے لیے زرعی قرضوں کے ہدف میں 25 فیصد اضافہ، علاوہ ازیں بڑی اور چھوٹی فصلوں، باغیچوں اور ماہی گیری کے لیے فی ایکڑ علامتی قرضے کی حد میں اوسطاً 70 فیصد اضافہ، (3) ڈی اے پی پر زر اعانت میں اضافہ، (4) فصلوں کے بیمہ کی اسکیم، اور (5) مصنوعی کھاد اور کیڑے مار ادویات وغیرہ کا جنرل سیلز ٹیکس سے استثنا۔

خریف کی فصلیں

بوائی کے وقت ریکارڈ بلند قیمتوں کی وجہ سے چاول کے زیر کاشت رقبے میں خاصا اضافہ ہوا۔ کاشت کاروں نے کپاس اور گنے کی بجائے چاول کا انتخاب کیا کیونکہ گذشتہ سیزن میں ان دو فصلوں کی سرکاری قیمت انہیں توقع سے کم ملی تھی۔ اس کے علاوہ دیگر عوامل بھی چاول کی عمدہ فصل میں معاون ثابت ہوئے: (1) مون سون کی بارشیں خوب ہوئیں جنھوں نے فصل کی ضروریات کو پورا کیا، (2) خام مال کو عمدگی سے استعمال کیا گیا، اور (3) فصل کی یافت بڑھانے والے طریقے اپنائے گئے جیسے پیوندی (hybrid) چاول کی کاشت، کاشت کاری کے متنوع (inter-culture) طریقے اور کیڑے مار دواؤں کا مؤثر استعمال۔

چاول کی مالی سال 2009ء کی مجموعی پیداوار میں سے اندازاً 4 ملین ٹن برآمدات کے لیے دستیاب ہوگا۔ تاہم اندرون ملک طلب کے مقابلے میں رسد بڑھ جانے کے ساتھ ساتھ چاول کی عالمی قیمتوں میں بھی کمی آئی ہے جس سے چاول کی ملکی اور برآمدی قیمتوں میں نمایاں کمی دیکھی جاسکتی ہے۔[2]

یہ بات حوصلہ افزا ہے کہ کپاس کی فصل جو گذشتہ تین برس کے دوران گرتی رہی ہے، رواں مالی سال میں 3.5 فیصد اضافے سے 12.1 ملین گانٹھوں تک جا پہنچی ہے تاہم یہ 14.1 ملین گانٹھوں کے سالانہ ہدف سے اب بھی خاصی کم ہے۔ زیر کاشت رقبہ حالیہ برسوں کی طرح مالی سال 2009ء میں بھی گھٹ گیا جس سے کپاس کی فصل کم رہی، نیز بوائی کے وقت پانی کی قلت بھی آڑے آئی، تاہم کیڑوں/ بیماریوں اور CLCV سے

[2] چاول (باسمتی) کی ملکی قیمتیں جون 2008ء میں بلند ترین تھیں، نومبر 2008ء تک ان میں 21.7 فیصد کمی آ گئی۔ اسی طرح چاول کی عالمی قیمتیں اپریل میں بلند ترین تھیں، نومبر 2008ء میں ان میں تقریباً 44.5 فیصد کمی ریکارڈ کی گئی۔

ہونے والے نقصانات مقابلتاً کم رہے۔ پنجاب اور سندھ میں کپاس کا زیر کاشت رقبہ مالی سال05ء سے بتدریج کم ہو رہا ہے (دیکھیے **شکل 2.1**)۔ اس کا بنیادی سبب دیگر فصلوں کے مقابلے میں کپاس سے ہونے والی کم آمدنی ہے کیونکہ پیداواری لاگت کئی گنا بڑھ چکی ہے جبکہ کپاس کے نرخ کم ہیں۔

شکل2.2: کپاس کی یافت کے رجحانات

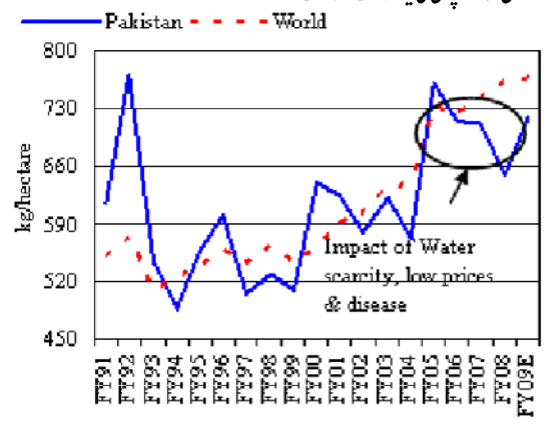

ملک میں کپاس کی کم یافت ایک بڑا مسئلہ ہے جو مالی سال 05ء کی سطح 760 کلوگرام فی ہیکٹر (جو اس وقت کی عالمی اوسط سے زائد تھی) سے گر کر مالی سال 06ء اور 09ء کی اوسط سطح 700 کلوگرام تک آ گئی (دیکھیے **شکل 2.2**)۔ اس کم یافت کے اسباب یہ ہیں: (1) مہلک کیڑے میلی بگ (mealy bug) کی وبا کا پھیلنا جس پر اب تک قابو نہیں پایا جا سکا ہے، (2) خراب معیار کے خام مال کا استعمال، اور (3) خام مال کی بڑھتی ہوئی لاگت اور اس کے نتیجے میں کسانوں کی کم ہوتی ہوئی دلچسپی۔ کپاس کی فصل اشیا سازی اور برآمدی شعبوں کے ساتھ سب سے مستحکم روابط رکھتی ہے چنانچہ اس اہم فصل کے لیے مناسب پالیسی کی تشکیل اور اس پر مؤثر عمل درآمد کی ضرورت ہے۔

گنے کی فصل گذشتہ سیزن میں کاشت کاروں کی شدید مایوسی کی وجہ سے اس بار سخت متاثر ہوئی۔ نہ صرف (اعلان کردہ سرکاری) قیمتیں توقع سے کم رہیں بلکہ پِچل کاری کے آغاز اور ادائیگیوں میں تاخیر نے بھی کاشت کاروں کو نقصان پہنچایا۔ اس کے نتیجے میں مالی سال09ء میں کاشت کار گنے کی بجائے دوسری فصلوں کی طرف چلے گئے جس سے اس کے زیر کاشت رقبے میں 16 فیصد کمی واقع ہوگئی اور پیداوار بھی کم رہی۔ گنے کی کم پیداوار سے شکر سازی بھی کم ہوگی (جس کا مطلب بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نمو میں تخفیف ہوگا) شکر درآمد کرنا پڑے گی (یعنی تجارتی خسارہ بڑھے گا) اور ساتھ ساتھ ملک میں شکر کی قیمت میں اضافہ ہوگا (یعنی گرانی بڑھے گی)۔ ان اثرات کو دیکھتے ہوئے ایسے مؤثر سرکاری اقدامات کی ضرورت ہے جو قیمت کے تعین، پِچل کاری کے آغاز اور جلد ادائیگیوں کے بنیادی مسائل کو حل کر سکیں۔

ربیع کی فصل

مالی سال09ء کے سیزن کے لیے گندم کا پیداواری ہدف[3] 25 ملین ٹن مقرر کیا گیا ہے۔[4] موسم سرما کی جلد بارشوں اور برفباری نے گندم کی بہتر فصل کی امیدیں بڑھا دیں تاہم فصل کا انحصار بوائی کے وقت خام مال کی بہتر فراہمی پر ہوتا ہے۔ نومبر 2008ء کے وسط تک گندم کے زیر کاشت

[3] مالی سال09ء کے لیے گندم کی فصل کے اہداف درج ذیل امور کو مدنظر رکھ کر مقرر کیے گئے ہیں: (i) مالی سال کے دوران گندم کی ملکی ضروریات جن کا اندازہ 23 ملین ٹن کے لگ بھگ لگایا گیا ہے، (ii) رقبے اور پیداوار کا گزشتہ تین سال کا اوسط، اور (iii) بنیادی طور پر پیداواریت بڑھانے کے ذریعے اور زیر کاشت رقبے میں اضافے کو پیش نظر رکھ کر بھی پیداوار میں اضافے کو یقینی بنایا جاتا ہے۔

[4] گندم کے پیداواری ہدف پر نظر ثانی کے بعد اسے بڑھا کر 24 ملین ٹن کر دیا گیا ہے۔

شکل 2.3: گندم کی کاشت

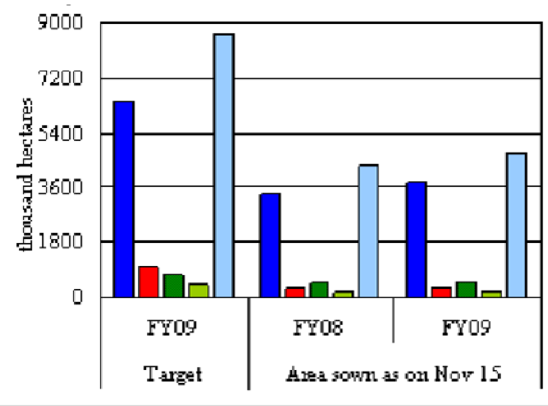

رقبے میں گذشتہ سال کے اسی عرصے کے مقابلے میں 9.3 فیصد اضافہ ریکارڈ کیا جا چکا تھا (دیکھئے **شکل 2.3**)۔ اس وقت گندم کی کاشت اپنے عروج پر ہے، درج ذیل اقدامات کی بنا پر گندم کی فصل گذشتہ برس کے مقابلے میں نمایاں طور پر بڑھنے کی توقع ہے: (1) سرکاری قیمت میں اضافے کا اعلان[5] جو بوائی کا وقت آنے سے پہلے کیا گیا، (2) ادارہ جاتی قرضوں کی مناسب دستیابی، (3) رواں مالی سال کی ربیع سے فصلوں کے بیمہ کی اسکیم کا آغاز، (4) پیداوار بڑھانے والی ٹیکنالوجی کے فروغ کے لیے ذرائع ابلاغ سے مہم کا آغاز، (5) تصدیق شدہ بیجوں کی فراہمی میں اضافہ، (6) کاشت کاروں کو خودرو جھاڑیاں تلف کرنے کی طرف متوجہ کرنا، (7) ڈی اے پی کو کافی مقدار میں دستیاب کرانا،[6] اور (8) حکومت کی طرف سے یہ یقین دہانی کہ گندم کا دستیاب ذخیرہ ربیع کی حالیہ فصل سے خریدا جائے گا۔

تاہم گندم کی بہتر فصل کا بڑی حد تک انحصار ان باتوں پر ہوتا ہے (i) اہم مراحل پر پانی کی کافی مقدار میں فراہمی، (ii) معیاری خام مال کی فراہمی، (iii) متوازن غذائی اجزا کا استعمال، اور (iv) سازگار موسم۔ گندم کی فصل کو خراب کرنے والے عوامل یہ ہو سکتے ہیں: پانی کی قلت، ڈی اے پی کے بلند نرخ اور گندم کی عالمی اور ملکی قیمتوں کا تیزی سے کم ہونا۔

کھادوں کا استعمال

یوریا اور ڈی اے پی دونوں طرح کی کھادوں کا استعمال رواں مالی سال کے جولائی تا نومبر عرصے[7] میں کم ہو گیا جس کی وجہ بلند نرخوں اور منڈی کے مبہم اشاروں کے باعث طلب میں کمی تھی۔ اس عرصے کے دوران یوریا کا استعمال سال بسال 16.1 فیصد کم ہو گیا جبکہ ڈی اے پی کا استعمال رواں مالی سال جولائی تا نومبر عرصے میں 11.7 فیصد کم ہو گیا جبکہ گذشتہ برس اسی عرصے میں دیکھی گئی 12.6 فیصد کمی برقرار رہی (دیکھئے **شکل 2.4**)۔ اس کم استعمال سے کاشت کاروں کی جانب سے غالباً محتاط خریداری کی عکاسی ہوتی ہے کیونکہ انہیں ڈی اے پی کی عالمی قیمتوں میں زبردست کمی کے بعد قیمتیں کم ہونے کی توقع ہوگی۔ تاہم عالمی قیمتوں میں اس کمی کے اثرات تاحال دیکھنے میں نہیں آئے۔

خیال کیا جا رہا ہے کہ مصنوعی کھاد کی رسد اس کی طلب سے کم رہے گی جس کی واحد وجہ یوریا کی کم دستیابی ہوگی۔ ڈی اے پی کی دستیابی کا تخمینہ

[5] مالی سال 09ء کی فصل کے لیے گندم کی سرکاری قیمت 52 فیصد اضافے سے 950 روپے فی 50 کلوگرام مقرر کی گئی ہے۔

[6] وزارت خوراک وزراعت نے تخمینہ لگایا ہے کہ ڈی اے پی کی دستیابی 985 ہزار ٹن (655 ہزار ٹن opening inventory اور 330 ہزار ٹن مقامی پیداوار) ہوگی جبکہ استعمال 829 ہزار ٹن ہے، یوں مالی سال 10ء کی خریف کے لیے 135 ہزار ٹن ڈی اے پی فراہم ہو سکے گی۔

[7] مصنوعی کھاد کا مجموعی استعمال جولائی تا اکتوبر مالی سال 09ء میں اگرچہ کم ہو گیا تاہم نومبر میں اس میں بہتری آ گئی۔

985 ہزار ٹن (655 ہزار ٹن opening inventory اور 330 ہزار ٹن مقامی پیداوار) لگایا گیا ہے جبکہ طلب 885 ہزار ٹن کی ہے، یوں اگلے سال خریف کے لیے 135 ہزار ٹن ڈی اے پی فراہم ہو سکے گی۔

شکل 2.4: کھاد کا استعمال (جولائی تا نومبر)

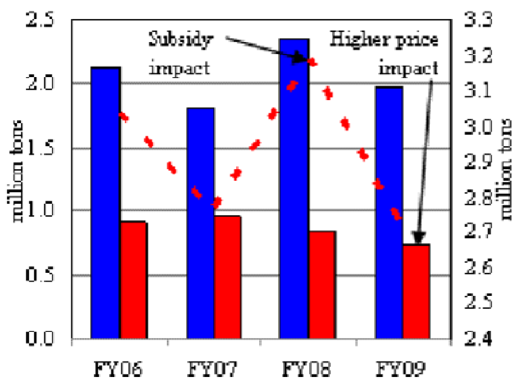

کھاد کی قیمتیں

ربیع 2009ء کی بوائی کے وقت بلند طلب کے باوجود یوریا کی قیمت میں کمی آئی جو ستمبر 2008ء میں 790 روپے فی 50 کلوگرام تھیلا کی ریکارڈ بلندی سے گر کر اکتوبر 2008ء میں 744 روپے رہ گئی۔ یہ کمی یوریا کی عالمی قیمتوں میں تخفیف کا براہ راست اثر ہے۔ یہ بات حیرت انگیز ہے کہ عالمی منڈی میں ڈی اے پی کی قیمت میں کمی کے باوجود ملکی قیمتیں برقرار ہیں جس کا سبب غالباً پرانی قیمتوں پر خریدے گئے ذخیرے کی موجودگی ہے (دیکھیے **شکل 2.5 اور 2.6**)۔ بہرحال عالمی قیمتوں میں کمی کا مثبت اثر روپے کی قدر گرنے کی وجہ سے کسی حد تک کم ہو جائے گا چنانچہ عالمی نرخوں میں کمی کے فوائد کاشت کاروں تک بھی پہنچانا ضروری ہے۔

مصنوعی کھاد کی عالمی قیمتوں میں تخفیف کی وجہ طلب میں کمی، ایندھن کی قیمتوں میں کمی اور عالمی کساد بازاری کے خدشات ہیں۔ دیگر عوامل (1) خوراک کی قیمتوں میں کمی[8] اور (2) چین کا مصنوعی کھاد کی برآمد بحال کرنا ہے جو پہلے بلند ٹیکسوں کی وجہ گھٹ گئی تھی۔ علاوہ ازیں ایک سبب قرضوں میں عالمی سست روی بھی ہے جس نے مصنوعی کھاد کی تمام رسدی کڑیوں کو سست کر دیا ہے اور اس کی خرید و فروخت گھٹ گئی ہے۔ توانائی کے نرخوں میں معقول کمی کے نتیجے میں مصنوعی کھاد کی قیمتیں مزید کم ہونے کی توقع ہے۔

شکل 2.5: یوریا کی قیمتیں

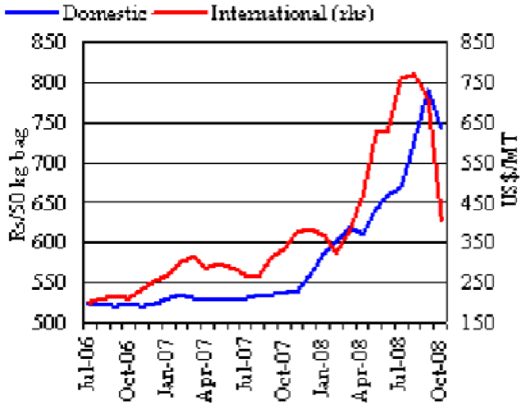

زرعی قرضہ

مالی سال 09ء کے لیے زرعی قرضے کا ہدف گذشتہ مالی سال کے تقسیم شدہ قرضوں 211.6 ارب روپے کے مقابلے میں 250 ارب روپے مقرر کیا گیا جو کہ 18.1 فیصد زائد ہے۔ تاہم رواں مالی

8 عالمی بینک کا غذائی قیمت اشاریہ جون 08ء میں بلند ترین ہونے کے بعد اکتوبر 08ء میں 32.2 فیصد کم ہو گیا۔

جدول 2.2: زرعی قرضے کے رجحانات (جولائی تا اکتوبر)

ارب روپے، تبدیلی فیصد میں

	تقسیم			واپسی			خالص قرضہ		واجب الادا	
	م س08ء	م س09ء	تبدیلی	م س08ء	م س09ء	تبدیلی	م س08ء	م س09ء	م س08ء	م س09ء
کمرشل بینک	38.2	44.6	16.7	33.5	44.0	31.2	4.7	0.6	76.7	85.3
پانچ بڑے کمرشل بینک	26.8	31.5	17.2	24.7	30.9	25.4	2.2	0.5	55.1	58.6
ملکی نجی بینک	11.4	13.2	15.5	8.9	13.1	47.4	2.5	0.1	21.6	26.8
تخصیصی بینک	11.3	13.0	14.6	8.6	10.8	25.4	2.7	2.2	82.6	87.9
زرعی ترقیاتی بینک	10.0	12.1	20.8	7.7	9.6	25.1	2.3	2.5	73.4	78.0
پنجاب پراونشل کمرشل بینک	1.3	0.9	-33.0	1.0	1.2	28.2	0.4	-0.4	9.1	9.8
کل	49.5	57.6	16.2	42.2	54.8	30.0	7.4	2.8	159.2	173.2

سال کی پہلی سہ ماہی کے دوران زرعی قرضے کی تقسیم میں 16.2 فیصد نمو پائی گئی (دیکھئے **جدول 2.2**)[9]، جو کہ گذشتہ مالی سال کے اسی عرصے کی نمو 27 فیصد کے مقابلے میں واضح طور پر کم ہے۔ رواں مالی سال کی پہلی سہ ماہی کے دوران زرعی قرضے کی تقسیم سالانہ ہدف کے تناسب کے مقابلے میں گذشتہ پانچ برس میں سب سے کم رہی (دیکھئے **شکل 2.7**)۔

تاہم، یہ بات باعث تشویش نہیں ہے کیونکہ مذکورہ کمی عارضی معلوم ہوتی ہے۔ گندم کے زیر کاشت رقبے میں اضافے کی وجہ سے مصنوعی کھاد کا استعمال نومبر سے بڑھ جانے کی توقع ہے۔ بہرحال موجودہ معتدل نمو برقرار رہنے کی صورت میں بھی زرعی قرضے کی تقسیم کا سالانہ ہدف بآسانی پورا کرلیا جائے گا۔

شکل 2.6: ڈی اے پی کی قیمتیں

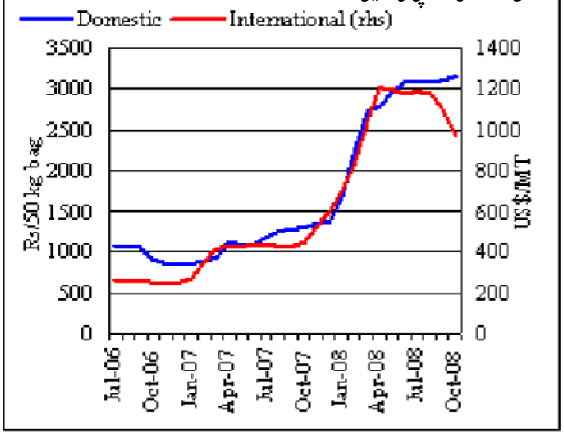

تفصیلی تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ زرعی قرضے کی نمو میں آنے والی کمی کا واحد سبب جولائی تا اکتوبر مالی سال 09ء کے دوران پیداوار سے متعلق قرضوں میں کمزور نمو ہے جبکہ ترقیاتی مقاصد کے لیے قرضے کی تقسیم میں مستحکم اضافہ ہوا۔ درحقیقت پیداوار سے متعلق قرضوں کی تقسیم کم رہنے سے، اس عرصے میں مصنوعی کھاد کی طلب کمزور رہنے کی بھی عکاسی ہوتی ہے۔ رواں مالی سال کی پہلی سہ ماہی میں تخصیصی بینکوں نے پیداواری قرضوں میں زبردست نمو دکھائی جس سے کمرشل بینکوں کی کمزور کارکردگی کی کسی حد تک تلافی ہوگئی۔

9 جولائی تا نومبر مالی سال 09ء کے دوران زرعی قرضے کی تقسیم مزید کم ہوکر صرف 7.9 فیصد رہ گئی جبکہ گزشتہ سال اسی عرصے میں 33.5 فیصد اضافہ دیکھا گیا تھا۔

شکل 2.7: جولائی تا اکتوبر میں زرعی قرضے اور سالانہ ہدف کا تناسب

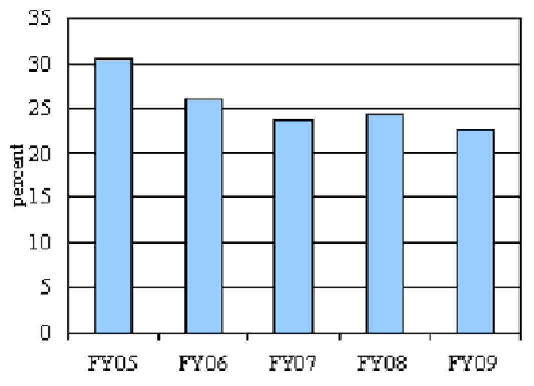

فارمی اور غیر فارمی قرض گیری کی تفصیلات پر نظر ڈالنے سے غیر فارمی شعبے کے حصے میں بتدریج اضافے کا پتہ چلتا ہے جو کہ جولائی تا اکتوبر مالی سال08ء کی 27.9 فیصد نمو کے مقابلے میں رواں مالی سال کے اسی عرصے میں بڑھ کر 34.3 فیصد ہو گئی۔ اس طرح، اس عرصے کے دوران فارمی شعبے کی (5.8 فیصد سال بسال) نمو کے مقابلے میں غیر فارمی شعبے میں قرضوں کی تقسیم میں معقول نمو (سال بسال 43 فیصد) کا اندازہ ہوتا ہے۔ غیر فارمی شعبے کا ذیلی شعبہ گلہ بانی بڑی تیزی سے ابھر رہا ہے اور شعبہ مرغبانی کو پیچھے چھوڑتا جا رہا ہے۔ ایسا اتفاقاً نہیں ہوا بلکہ حکومت نے غربت میں کمی لانے میں شعبہ گلہ بانی کے مثبت اثرات کو محسوس کرتے ہوئے اسے چھوٹے قرضے دینے کی جو پالیسی اختیار کی تھی، حالیہ اعداد و شمار اسی کا نتیجہ ہیں۔

اسی طرح شعبہ گلہ بانی میں قرض گیروں کی تعداد شعبہ مرغبانی کے قرض گیروں کی تعداد سے غیر معمولی طور پر آگے نکل گئی ہے۔ مالی سال08ء کی پہلی سہ ماہی میں شعبہ گلہ بانی کے قرض گیروں کی تعداد 10 ہزار 150 تھی جو رواں مالی سال کے اسی عرصے میں بڑھ کر 20 ہزار 717 ہو گئی۔ گذشتہ مالی سال کے اسی عرصے مرغبانی میں قرض گیروں کی تعداد 565 تھی جو رواں مالی سال بڑھ کر 821 ہو گئی۔

جہاں تک مالی اداروں کا تعلق ہے، ملکی نجی بینکوں کی طرف سے زرعی قرضے کی تقسیم میں نمو تیزی سے کم ہوئی ہے اور یہ جولائی تا اکتوبر مالی سال 08ء کی 95.2 فیصد مستحکم نمو کے مقابلے میں رواں مالی سال کے اسی عرصے میں گھٹ کر 15.5 فیصد رہ گئی۔ نتیجتاً زرعی قرضے کی منڈی میں ملکی نجی بینکوں کا بڑھتا ہوا حصہ ان بینکوں کی اس شعبے میں آمد کے بعد سے پہلی بار معمولی سا کم ہو گیا (دیکھئے **شکل 2.8**)۔ زرعی قرضے کی تقسیم کی نمو میں مذکورہ تیز رفتار کمی غالباً سیالیت کی اس شدید کمی کی عکاسی کرتی ہے جس کا سامنا زیر نظر عرصے کے دوران ان بینکوں کو کرنا پڑا۔ چنانچہ اسٹیٹ بینک کی طرف سے سیالیت کی صورتحال کو بہتر بنانے کے اقدامات کے بعد توقع ہے کہ زرعی قرضوں کی تقسیم میں ان اداروں کا حصہ پھر سے بڑھنا شروع ہو جائے گا۔

اس کے برعکس زرعی ترقیاتی بینک کی عمدہ کارکردگی کے باوجود زرعی قرضوں کی تقسیم میں تخصیصی بینکوں کا حصہ جولائی تا اکتوبر مالی سال08ء میں کم ہو گیا۔ اس کمی کی بنیادی وجہ پنجاب پراونشل کمرشل بینک کی طرف سے تقسیم میں 32.8 فیصد کی تیز رفتار کمی تھی جبکہ گذشتہ مالی سال کے اسی عرصے میں بھی اس بینک کی طرف سے تقسیم 17.1 فیصد کم ہو گئی تھی۔

آب پاشی

مالی سال09ءکے ربیع سیزن کے آغاز ہی میں 'ارسا' نے پانی میں32 سے39 فیصد کمی کی پیش گوئی کردی تھی جس کا موسم کی اہم فصلوں کی کاشت اور پانی کی فراہمی کے شیڈول پر منفی اثر پڑا۔ اس عرصے میں بارشیں توقع سے کم رہیں اور گلیشیئر پگھلنے سے بھی مدد نہ ملی، چنانچہ زراعت کا انحصار تیزی سے کم ہوتے ہوئے ذخائر سے پانی لانے والی نہروں یا مغرب سے آنے والی بارشوں پر رہ گیا۔ تاہم، گندم بوائی کے موسم میں بارشوں سے کاشت کاروں کو زیادہ یافت کے حصول میں مدد ملی ہے۔

شکل2.8: زرعی قرضے میں ملکی نجی بینکوں کا حصہ

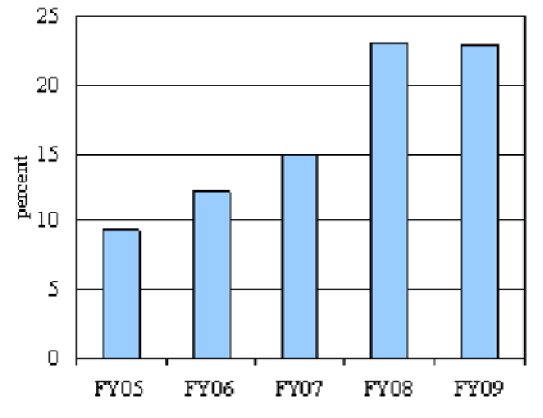

دریائے چناب کی سطح کم ہونے سے پانی کی صورتحال مزید خراب ہوگئی ہے جس کا بنیادی اثر پنجاب میں زرعی سرگرمیوں پر پڑا ہے (دیکھئے باکس **2.1**)۔ آب پاشی کے پانی کی قلت پر قابو پان کے لیے چند فوری اقدامات لازمی ہیں: (1) زیر تعمیر منصوبوں پر کام کی رفتار تیز کی جائے، (2)

باکس2.1: چناب کے پانی پر بگلیہار ڈیم کے اثرات

بھارتی مقبوضہ کشمیر میں دریائے چناب کے راستے میں بگلیہار ڈیم کے اکتوبر08ء میں کام شروع کردینے سے پاکستانی کاشت کاروں کو پانی کی مزید قلت سے دوچار ہونا پڑے گا (دیکھئے شکل **2.1.1**)۔ صوبہ پنجاب کے آبپاشی حکام نے تخمینہ لگایا ہے کہ چناب کی بالائی اور ذیلی نہروں پر براہ راست انحصار کرنے والے بالائی پنجاب کے 11 اضلاع متاثر ہوں گے، اس کے علاوہ وسطی اور جنوبی پنجاب کے 6 اضلاع ایسے ہیں جو راوی اور ستلج کے توسط سے چناب سے پانی لیتے ہیں چنانچہ ان اضلاع کا چناب پر بالواسطہ انحصار ہے۔ پاکستان سے گزرنے والے چھ دریاؤں کو1960ء کے سندھ طاس معاہدے کے تحت دونوں ہمسایہ ممالک پاکستان اور بھات کے مابین تقسیم کیا گیا تھا۔ معاہدے کی رو سے بھارت کو راوی، ستلج اور بیاس پر مکمل کنٹرول دیا گیا جبکہ سندھ، جہلم اور چناب پاکستان کے حصے میں آئے۔ جو علاقے 1960ء سے پہلے راوی اور ستلج سے پانی حاصل کیا کرتے تھے، معاہدے کے بعد انہیں چناب سے پانی ملنے لگا۔ دریا کے منبع پر پانی کم پڑنے کا اثر لامحالہ زیریں علاقوں پر پڑتا ہے۔ بالائی پنجاب کے جو 11 اضلاع باری باری گندم اور چاول کاشت کرتے ہیں ان میں سیالکوٹ، نارووال، گوجرانوالہ، حافظ آباد، شیخوپورہ، فیصل آباد، ننکانہ صاحب، ٹوبہ ٹیک سنگھ، اور جھنگ شامل ہیں اور جہاں مجموعی طور پر5 ملین ایکڑ قابل کاشت اراضی ہے۔ راوی کے توسط سے پانی لینے والے اضلاع گندم اور کپاس اگاتے ہیں جن میں اوکاڑہ، پاک پتن، وہاڑی، ملتان، بہاول پور، اور بہاول نگر شامل ہیں اور ان کی مجموعی قابل کاشت اراضی3.5 ملین ایکڑ ہے۔

شکل2.1.1: دریائے چناب کا پانی

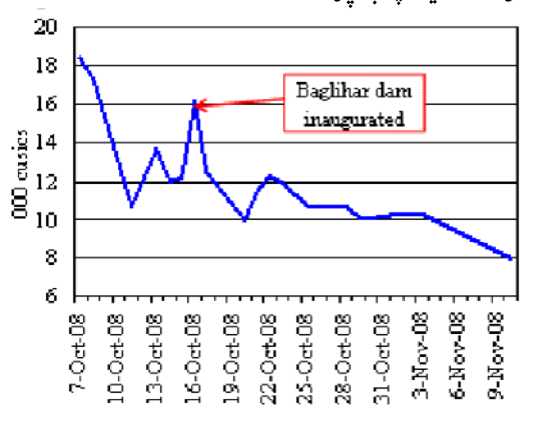

شکل 2.9: آلو کی نمو

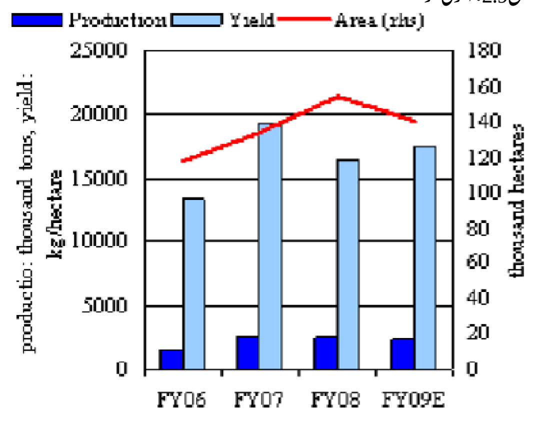

دستیاب وسائل کا کارگر استعمال بڑھانے کے لیے تیکنیکی ذرائع اختیار کیے جائیں (دیکھئے باکس 2.2)، (3) آب پاشی کا پانی ضائع ہونے سے بچانے کے لیے اقدامات کیے جائیں، اور (4) خشک سالی کی مزاحمت کرنے والے بیج استعمال کیے جائیں۔

روایتی طور پر ربیع خشک موسم ہوتا ہے جس میں نہری پانی سے زیادہ انحصار موسم سرما کی بارشوں پر ہوتا ہے۔ گذشتہ برسوں کے دوران عالمی درجہ حرارت بڑھنے سے سرمائی بارشیں اکا دکا اور ناکافی مقدار میں ہونے لگی ہیں جن سے اہم فصلوں کی بوائی میں فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔ کم ہوتے ہوئے آبی ذخائر کو محفوظ بنانے اور گندم کی فصل کو پانی کی فراہمی ممکن بنانے کے لیے 2008ء کے آخر میں نہری پانی کی راشننگ کا امکان ہے۔

چھوٹی فصلیں

مالی سال 09ء کے لیے چھوٹی فصلوں کے اہداف گذشتہ مالی سال میں پورے کیے جانے والے اہداف سے زائد مقرر کیے گئے ہیں۔ توقع ہے کہ کاشت کار اکثر چھوٹی فصلوں کی موجودہ بلند قیمتوں کے پیش نظر بہتر خام مال استعمال کریں گے۔ یہ بات آلو کی فصل سے ظاہر ہے جس کا زیر کاشت رقبہ مالی سال 2009ء میں 9.3 فیصد کم ہونے سے اس کی پیداوار 3.2 فیصد گھٹ گئی، پھر بھی آلو کی فی ایکڑ یافت میں 6.7 فیصد کا معقول اضافہ ہوا (دیکھئے **شکل 2.9**)۔ تاہم اکثر پھلوں، سبزیوں اور دالوں کی قیمت کے حالیہ رجحان کو دیکھتے ہوئے چھوٹی فصلوں کے لیے صورتحال سازگار معلوم ہوتی ہے۔ اسی طرح چھوٹی فصلوں کی اندرون ملک قلت کے وہ آثار بھی دکھائی نہیں دے رہے جو گذشتہ چند سال کے دوران رہے ہیں۔ مثال کے طور پر مونگ کی دال کی قیمت رواں مالی سال بھرپور فصل کی وجہ سے تقریباً 50 فیصد کم ہو گئی۔

باکس 2.2: ہائڈروپونک فارمنگ ٹیکنالوجی

ہائڈروپونک پودے اگانے کا ایک ایسا طریقہ ہے جس میں نشوونما کے لیے کھاد کی بجائے معدنی اجزا کے محلول استعمال کیے جاتے ہیں۔ اس طریقے میں زمینی پودوں کو نشوونما دی جاتی ہے، ان کی جڑیں معدنی اجزا کے محلول میں یا کسی جامد واسطے (inertmedium) مثلاً پرلائٹ (perlite)، موٹے کنکر میں یا معدنی اون میں پیوست ہوتی ہیں۔ یہ ٹیکنالوجی 19 ویں صدی میں دریافت ہوئی تھی جب یہ بات معلوم کی گئی کہ پودے پانی میں شامل ان معدنی غذائی اجزا کو، جو ان کی نشوونما کے لیے لازمی ہیں، غیر نامیاتی آئن کی صورت میں جذب کرتے ہیں۔ عام حالات میں کھاد دراصل ان ہی معدنی اجزا کے ذخیرے کے طور پر کام کرتی ہے اس لیے خود کھاد پودے کی نمو کے لیے لازمی حیثیت نہیں رکھتی۔ جب ہم پودے کو پانی دیتے ہیں تو کھاد میں موجود معدنی اجزا اس پانی میں حل ہو جاتے ہیں، اس محلول کو جڑیں جذب کر لیتی ہیں۔ اگر لازمی معدنی اجزا پانی میں حل کر کے پودے کو فراہم کر دیے جائیں تو کھاد کی کوئی ضرورت نہیں رہے گی۔ تقریباً تمام زمینی پودے ہائڈروپونک طریقے سے اگائے جا سکتے ہیں۔ ہائڈروپونک طریقہ حیاتیات کی تحقیق اور تعلیم میں ایک مسلمہ حیثیت رکھتا ہے۔ حالیہ عرصے میں 'ناسا' نے اپنے "کنٹرولڈ ایکولوجیکل لائف سپورٹ سسٹم" کے لیے ہائڈروپونک تحقیق کی ہے۔ مریخ پر پودے اگانے کے لیے جو ہائڈروپونک ٹیکنالوجی لی جا رہی ہے اس میں ایل ای ڈی روشنی استعمال ہوگی جس میں رنگوں کے مختلف طیف بے حد کم حرارت کے ساتھ پودوں کی نمو میں استعمال کیے جائیں گے۔

محققین نے متعدد ملکوں میں بے حد اہم نتائج حاصل کیے ہیں تاہم یہ طریقہ مکمل طور پر عملی ہے، اور اسے باغبانی کے مروجہ طریقوں پر فوقیت حاصل ہے۔ کھاد کے بغیر پودے اگانے کے طریقے کے دو بڑے فائدے ہیں: (1) زیادہ یافت، اور (2) ان علاقوں میں بھی کامیابی جہاں روایتی زراعت ناممکن ہے۔ اس طریقے سے قابلِ کاشت اراضی کی لازمی موجودگی کا مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ دیگر فوائد یہ ہیں: (1) پانی کی بچت ہوتی ہے۔ عام طریقے سے جتنا پانی استعمال کر کے فصل حاصل ہوتی ہے، ہائڈروپونک طریقے میں اس سے 20 گنا کم پانی استعمال کر کے اتنی ہی فصل حاصل کی جاسکتی ہے، (2) پودے کی نشو ونما تیز ہوتی ہے، (3) کھاد کے نقائص اور جھاڑیوں سے چھٹکارا مل جاتا ہے، (4) مستقل فصلوں سے معیار میں یکسانیت حاصل ہوتی ہے، (5) کم سے کم محنت درکار ہوتی ہے، اور (6) لاگت مؤثر ثابت ہوتی ہے۔ سائنس دانوں کا اس امر پر اتفاق ہے کہ ہائڈروپونک طریقے سے اگے ہوئے پھل اور سبزیاں عام پھلوں اور سبزیوں سے زیادہ میٹھے اور رس دار ہوتی ہیں۔ یہ طریقہ امریکہ، یورپی یونین اور افریقہ سمیت دنیا بھر میں استعمال کیا جارہا ہے۔

طریقے

ہائڈروپونک کلچر کی دو بنیادی اقسام ہیں، 'محلول کلچر' اور 'واسطہ کلچر'۔ 'محلول کلچر' میں غذائی اجزا کے حصول کے لیے پودے کو جڑوں کی ضرورت نہیں ہوتی، جبکہ 'واسطہ کلچر' میں جڑوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ 'محلول کلچر' کی مزید تین اقسام ہیں: 'اسٹیٹک (static) محلول کلچر'، 'مسلسل بہاؤ کا محلول کلچر' اور 'ایروپونکس' (aeroponics)۔ دوسری طرف 'واسطہ کلچر' میں ایک واسطہ درکار ہوتا ہے جس کے ذریعے سے جڑ کام کرتی ہے۔ اس کی اقسام 'ریت کلچر'، 'کنکر کلچر' اور 'چٹانی اون (rock wool) کلچر' ہیں۔ ان کی مزید دو اقسام 'ذیلی آب پاشی' (sub-irrigation) اور 'بالائی آب پاشی' (top irrigation) ہیں۔ تمام طریقوں میں ہائڈروپونک ذخائر بنانے کے لیے زیادہ تر پلاسٹک استعمال ہوتا ہے تاہم دوسری اشیا مثلاً کنکریٹ، شیشہ، دھات، سبزیوں کے سخت حصے اور لکڑی بھی استعمال کی گئی ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ ذخیرہ کسی ایسی شے سے بنا ہونا چاہیے جو روشنی کا راستہ روکے تاکہ غذائی محلول میں الجائی نہ بننے پائے۔

پاکستان بھی ہائڈروپونک طریقے استعمال کر کے سبزیوں اور پھلوں کی فصلوں کی یافت بڑھا سکتا ہے تاکہ ایک طرف غذائی قلت دور ہو اور دوسری طرف قیمتوں میں اضافے کو روکا جائے۔ اس طریقے سے نہ صرف یافت بلکہ پودوں کے غذائی خواص بھی بڑھیں گے۔ ہائڈروپونک کا تجرباتی منصوبہ حال ہی میں روات (اسلام آباد) میں 'بایوبلٹز' کے نام سے 5 ایکڑ اراضی پر شروع کیا گیا ہے۔ اس جدید گرین ہاؤس مقام پر تمام اقسام کے ہائڈروپونک ٹماٹر کاشت کیے جارہے ہیں جن میں ٹیننگی، ایلی گینٹ، چیری وغیرہ شامل ہیں۔ ہائڈروپونک ٹیکنالوجی درست طریقے سے رائج کی جائے تو ملک کی زرعی برآمدات سے ہونے والی آمدنی تین گنا تک بڑھ سکتی ہے۔

2.2 بڑے پیمانے کی اشیا سازی

مالی سال 2009ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے شعبے نے کمزوری کا سلسلہ جاری رکھا (دیکھئے **شکل 2.10**)۔ گذشتہ سال کے اسی عرصے میں ہونے والی 7.3 فیصد نمو کے مقابلے میں اس سال یہ نمو منفی 6.2 فیصد تک گر گئی۔ شعبے کی نمو میں یہ کمی وسیع البنیاد ہے۔ 15 میں سے 7 ذیلی شعبوں (جن کا حصہ 72.4 فیصد بنتا ہے) کی پیداوار میں کمی دیکھی گئی (دیکھئے **شکل 2.11**)، جبکہ 15.3 فیصد حصے کے حامل تین شعبوں کی نمو ایک

شکل 2.10: بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی شرح نمو (سال بسال) ششماہی حرکت پذیر اوسط

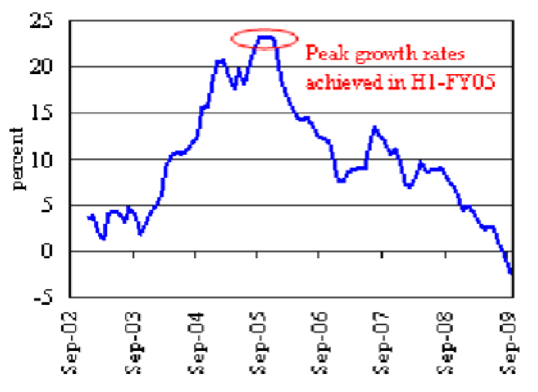

شکل 2.11: ایل ایس ایم ذیلی شعبوں کی پیداواری نمو

ایل ایس ایم ذیلی شعبوں کی شرح نمو کا شرح نمو میں حصہ

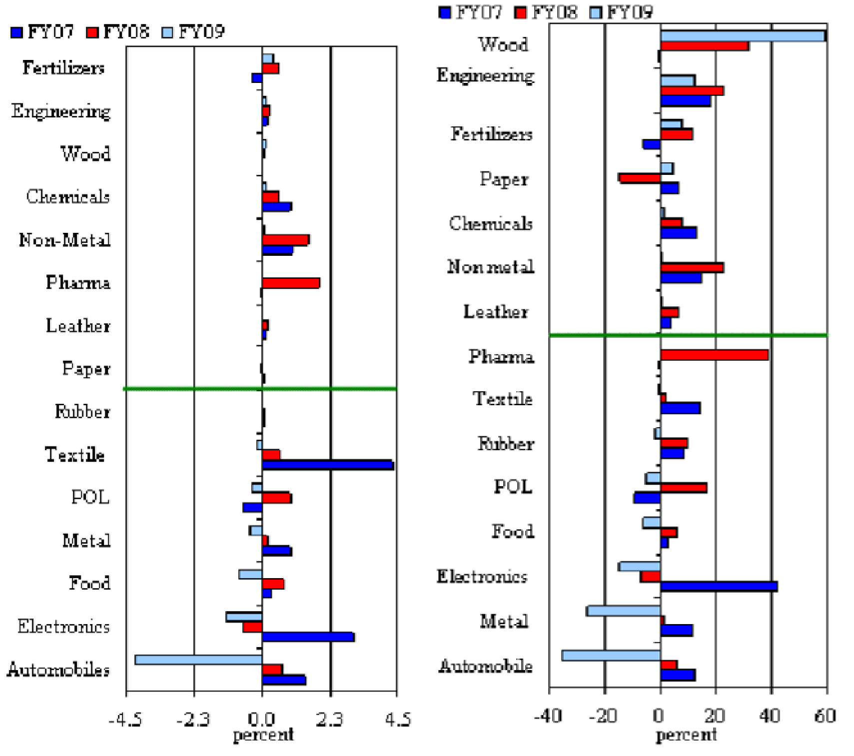

فیصد سے بھی کم رہی۔

شکل 2.12: ٹیکسٹائل کے خام مال کے نرخوں میں تبدیلیاں ششماہی حرکت پذیر اوسط

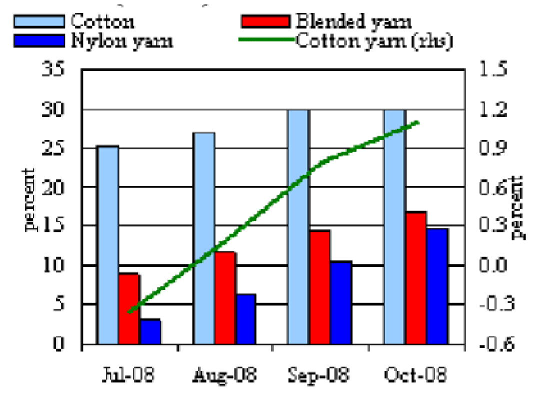

اس مایوس کن کارکردگی کے متعدد اسباب ہیں جن میں بجلی کی شدید قلت، امن وامان کی خراب حالت، تیل کی عالمی قیمتوں میں اضافے کے ملک پر اثرات، روپے کی قدر میں تخفیف اور سب سے بڑھ کر عالمی کساد بازاری کے باعث بیرون ملک طلب میں کمی اور اندرون ملک بھی طلب کا کم ہونا قابل ذکر ہیں (دیکھئے باکس **2.3**)۔

بجلی کی قلت گذشتہ مالی سال کی طرح اس سہ ماہی میں بھی پیداوار کے تقریباً تمام ذیلی شعبوں پر منفی اثر ڈالتی رہی۔ بالخصوص ٹیکسٹائل کا شعبہ دیگر صدمات سے بھی متاثر ہوا: (1) چونکہ یہ برآمدات سے وابستہ شعبہ ہے، بیرون ملک طلب میں کمی اس شعبے پر بری طرح اثر انداز ہوئی، (2) امن وامان کی خراب صورتحال نے پاکستانی مصنوعات کے درآمد کنندگان کو نئے سپلائرز کی تلاش پر مجبور کیا، (3) خام مال کی لاگت بڑھی (دیکھئے شکل **2.12**)، اور (4) ٹیکسٹائل کی پیداوار میں استعمال ہونے والا درآمدی خام مال مہنگا ہوا، نیز روپے کی قدر میں زبردست تغیرات نے بھی لاگت اور قیمت کا تعین دشوار بنادیا۔

شکل 2.13: بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی پیداواری نمو

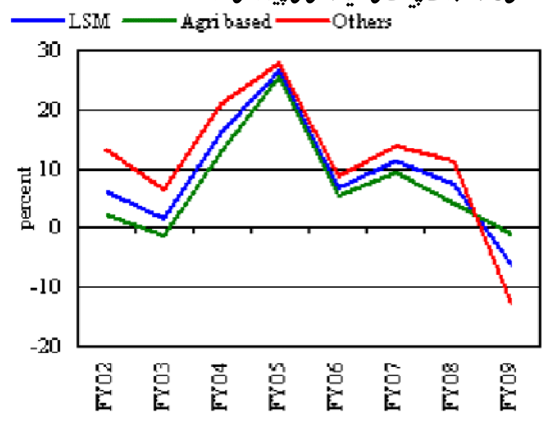

یہ امر قابل ذکر ہے کہ پاکستان کا پیداواری شعبہ بڑی حد تک زرعی پیداوار پر انحصار کرتا ہے، چنانچہ زرعی شعبے کی کارکردگی کا اثر، زراعت سے منسلک صنعتوں کے توسط سے بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نمو پر بھی پڑتا ہے۔ بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے ذیلی شعبوں کا زرعی شعبے پر کس حد تک انحصار ہے، اس بارے میں اعداد وشمار کی درجہ بندی (دیکھئے جدول **2.3**) سے معلوم ہوتا ہے کہ مالی سال 2009ء کی پہلی سہ ماہی میں زراعت سے منسلک صنعتوں اور دیگر صنعتوں، دونوں کی پیداوار میں کمی آئی، تاہم مؤخر الذکر کی پیداوار میں کمی زیادہ نمایاں رہی۔ اس درجہ بندی سے یہ حقیقت بھی منکشف ہوتی ہے کہ بڑے پیمانے کی اشیا سازی کا شعبہ صنعت کے ان دو شعبوں کی بہتر کارکردگی کے بغیر عمدہ نمو حاصل نہیں کر پایا حالانکہ ماضی قریب میں اس کی نمو خاصی بلند رہی تھی (دیکھئے شکل **2.13**)۔

جدول2.3: شعبہ زراعت پر انحصار کے حوالے سے بڑے پیمانے پر اشیاسازی کے ذیلی شعبوں کی درجہ بندی

1۔ زراعت پر مبنی	
زراعت سے حاصل ہونے والا خام مال	ٹیکسٹائل، غذا، چمڑا، لکڑی، کاغذ اور گتہ، اسٹارچ اور مصنوعات، صابن اور ڈٹرجنٹ، ٹوائلٹ سوپ، ماچس
زراعت کے لیے خام مال	کھادیں
زراعت کے لیے مشینری	گندم تھریشر، بھوسے کے لیے کٹر، ٹریکٹر، ڈیزل انجن
زراعت پر مبنی صنعتوں کے لیے خام مال	گنے کی مشینیں، پاور لومز، دھاگے اور ڈوریاں، مصنوعی رال
2۔ دیگر☆	
	پٹرولیم مصنوعات، دوائیں، دھات، غیر دھاتی اشیا، ٹائر اور ٹیوب، گاڑیاں، کیمیکلز، انجینئر نگ، الیکٹرانکس

☆ ذیلی شعبے جن میں زراعت پر مبنی سیکشن میں مذکور صنعتیں شامل نہیں

پہلی سہ ماہی کے دوران غیر زرعی صنعتوں میں صارفی مصنوعات (کار اور جیپ، موٹر سائیکل، ریفریجریٹر، ڈیپ فریزر، ٹی وی، ایرکنڈیشنر وغیرہ) کی پیداوار 31.2 فیصد کم ہوگئی، تاہم جب ان مصنوعات میں کمی کو منہا کیا گیا تو بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی پیداوار میں منفی نمو گھٹ کر صرف 0.8 فیصد رہ گئی۔ صارفی مصنوعات کی پیداوار میں کمی کا سبب نہ صرف صارفی مالکاری پر شرح سود بڑھنا تھا بلکہ ان مصنوعات کی قیمتیں بڑھنے سے ان کی طلب میں زبردست کمی واقع ہوئی جس کا اثر ان کی پیداوار پر بھی پڑا۔ خصوصاً برقی اشیا کی پیداواری نمو بجلی کے نرخوں میں اضافے اور بجلی کی قلت کی وجہ سے بری طرح متاثر ہوئی۔

شکل 2.14: کار کے مقامی برانڈز کی فروخت کی نمو (م س09ء پہلی سہ ماہی)

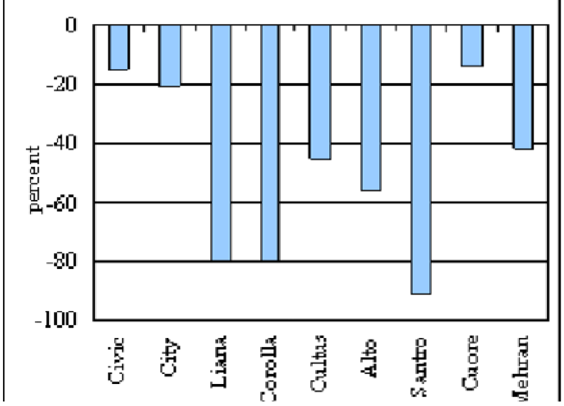

اس کے علاوہ صارفی مصنوعات کی طلب میں کمی کی ایک اور وجہ فولادی مصنوعات کی عالمی قیمتوں میں ہونے والا اضافہ اور روپے کی قدر میں کمی تھی جس نے مقامی اشیا سازوں کو قیمتیں بڑھانے پر مجبور کیا جبکہ گرانی میں اضافے نے متوسط طبقے کے صارفین (جو مصنوعات کا بڑا خریدار طبقہ ہے) کی قوتِ خرید گھٹا دی۔ مصنوعات کی طلب گرنے کے سب سے قوی اثرات کار اور جیپ کے ملکی برانڈ کی فروخت پر دیکھے جا سکتے ہیں، کیونکہ بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نمو گرنے میں اس شعبے کا حصہ سب سے زیادہ ہے (دیکھئے **شکل 2.14**)۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ تیل اور دھات کی عالمی قیمتوں میں کمی کے ثمرات کو روپے کی قدر میں تخفیف نے دھندلا دیا۔ تاہم ترسیل میں تاخیر اور فوری ترسیل پر پریمیم کی موجودگی سے ظاہر ہوتا ہے کہ قیمتیں کم کر کے اور ترسیل میں تاخیر کا ازالہ کر کے کار کی ملکی فروخت کو بہتر بنایا جا سکتا ہے۔

شکل 2.15: گھی کی منڈی میں نرخوں کا فرق

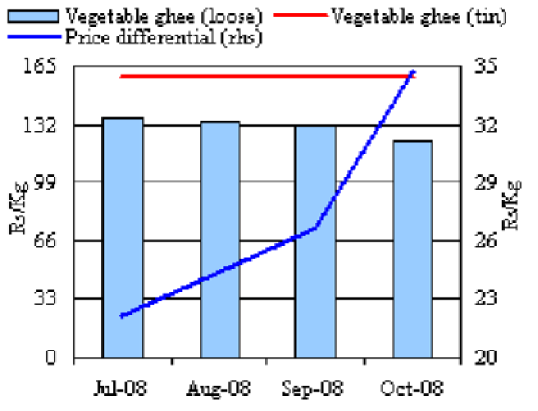

خوراک، مشروبات اور تمباکو جیسے (زراعت پر منحصر) ذیلی شعبوں کی نمو میں کمی بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نمو گھٹنے کا باعث بنی۔ رسمی شعبے میں نباتاتی گھی اور تیل کی صنعت غیر رسمی فریقوں کے ساتھ مسابقت میں قیمتیں کم کرنے میں[10] ناکام رہی (دیکھئے **شکل 2.15**) اور نتیجتاً ان اشیا کے متبادل کو فروغ ملا، دوسری طرف آمدنی میں کمی کے صارفین پر اثرات کی وجہ سے ان اشیا کی پیداوار میں خاصی کمی آ گئی۔ اس کے علاوہ مشروبات کی صنعت میں، جس کی کارکردگی (20 سے زائد پیداواری نمو کے ساتھ) مالی سال 05ء سے عمدہ چلی آ رہی تھی، 17.8 فیصد کمی آئی۔ گندم اور اناج کی پسائی میں بھی دو ہندسی (10.4 فیصد) کمی دیکھی گئی۔ ملک میں غذائی اشیا کی قیمتوں میں ہونے والے خاصے اضافے کو خوراک کے ذیلی شعبے کی پیداوار میں اس کمی کا بڑا سبب قرار دیا جاسکتا ہے۔

بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی پیداوار میں کمی کا ایک اور سبب دھات کا ذیلی شعبہ ہے جس کی پیداوار پہلی سہ ماہی میں 16.6 فیصد کم ہوئی۔ دھاتی پیداوار میں کمی کے پس پردہ کارفرما بنیادی عوامل میں بلند عالمی قیمتیں، 'پبلک سیکٹر ڈیولپمنٹ پروگرام' (پی ایس ڈی پی) میں کٹوتی کی وجہ سے تعمیراتی سرگرمیوں میں سست روی، اور نجی شعبے کے نزدیک جائیداد کی خریدوفروخت کا کشش کھو بیٹھنا شامل ہیں۔ تعمیراتی سرگرمیوں میں معقول کمی کا اظہار سیمنٹ کی ملکی کھپت میں زبردست تخفیف سے بھی ہوتا ہے جو پہلی سہ ماہی میں سال بسال 16 فیصد کم ہو گئی۔[11] سیمنٹ کی ملکی طلب میں اتنی زیادہ کمی نے اس عرصے میں برآمداتی طلب میں ہونے والے 71 فیصد اضافے کے اثرات کو دھندلا دیا، چنانچہ سیمنٹ کی پیداوار میں مالی سال 09ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 0.7 فیصد کمی دیکھی گئی جبکہ گذشتہ سال کے اسی عرصے میں 23 فیصد کی عمدہ نمو آئی تھی۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ دیگر تعمیراتی ساز وسامان کی قیمتوں میں اضافے کے ساتھ ساتھ سیمنٹ کی بلند ملکی قیمتیں بھی نجی تعمیراتی سرگرمیوں میں سست روی کا ایک سبب رہی ہیں۔

دوسری طرف رواں مالی سال کی پہلی سہ ماہی کے دوران ذیلی شعبوں کھاد، انجینئرنگ، لکڑی اور کیمیکل کی پیداوار میں مثبت نمو دیکھی گئی۔ نائٹروجینی اور فاسفوری، دونوں طرح کی کھادوں کی پیداوار میں اضافہ ہوا جو گذشتہ سال بی ایم آر کے بعد استعداد میں بہتری کا عکاس ہے۔ ذیلی شعبے انجینئرنگ میں معقول نمو کا سبب سیفٹی ریزر بلیڈ، ڈیزل انجن (زرعی شعبے میں ڈیزل انجن کئی مقاصد میں استعمال ہوتے ہیں) اور گندم کے تھریشر (گندم کی عمدہ فصل کی توقع کے پیش نظر) کی بلند پیداوار تھی۔

10 پام آئل، سویابین آئل اور سورج مکھی تیل کی عالمی قیمتیں جون تا ستمبر 2008ء بالترتیب 39.2 فیصد، 26.3 فیصد اور 15.3 فیصد کم ہوئی ہیں۔

11 سیمنٹ کی ملکی کھپت جولائی تا اکتوبر مالی سال 09ء میں 15 فیصد گر گئی جبکہ برآمدی فروخت میں 72.6 فیصد کا اضافہ ہوا۔

باکس 2.3: کاروباری ذہن کا سروے 2008ء[12]

اوورسیز انویسٹرز چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری (اوآئی سی سی آئی) نے معیشت میں بحیثیت مجموعی کاروباری سوچ کے تجزیے کی غرض سے سرمایہ کاروں کا ایک سروے کرایا جس کے بڑے حوصلہ افزا نتائج موصول ہوئے۔ جہاں تک سرمایہ کاری کے منصوبوں کا تعلق ہے، معاشی مستقبل نہایت روشن ہے۔ 110 فرموں نے سروے میں حصہ لیا اوران میں سے 75 فیصد سے زائد نے اگلے دو برسوں میں سرمایہ کاری کرنے کا ارادہ ظاہر کیا، تاہم سرمایہ کاروں نے عالمی منڈی میں پاکستان کے بارے میں پائے جانے والے منفی تاثر پر تشویش کا اظہار کیا۔ بعض شعبوں میں بگڑتی ہوئی صورتحال اس منفی تاثر کی بڑی وجہ ہے، مثلاً امن وامان، سیاسی بے یقینی، توانائی کی قلت، کاروباری سرگرمیوں کی بلند لاگت، اور انفرااسٹرکچر کی رکاوٹیں۔

جدول 2.3.1: پاکستان میں کاروباری ماحول کے لیے دشواریوں کی درجہ بندی

درجہ	مسئلہ
1	امن وامان
2	سیاسی غیریقینی کیفیت
3	توانائی کی قلت
4	سرگرمیوں کی لاگت
5	انفرااسٹرکچر
6	قانون سازی
7	انسانی وسائل
8	کاپی رائٹ اورآئی پی آر
9	منظوری/لائسنسنگ

سرمایہ کاروں کی مثبت سوچ کے پس پردہ عوامل جاننے کے لیے ان سے درج ذیل کے بارے میں الگ الگ رائے لی گئی: (1) کاروباری ماحول، (2) پالیسیاں اور ضوابط، (3) سرکاری انتظامیہ، (4) ضلعی حکومتوں کا کردار، (5) وزارتوں اور ضوابطی اداروں کی کارکردگی، (6) بنیادی ضروریات کی دستیابی، اور (7) امن وامان کی صورتحال۔

(1) تمام طرح کے کاروبار کے لیے، سوائے تیل اور گیس کمپنیوں کے، ماحول کو جنوبی ایشیا کی دوسری منڈیوں کے ماحول کے مقابلے میں بہتر قرار دیا گیا ہے۔ ابھرتی ہوئی منڈیوں (بھارت، چین، ویت نام، ہانگ کانگ، اور مشرق وسطیٰ) میں کاروباری ماحول نسبتاً خراب ہے۔ رائے دہندگان کی اکثریت (72 فیصد) کا خیال تھا کہ حکومت کثیر قومی اداروں کو یکساں مواقع فراہم کرنے کے لیے کوشاں ہے اور بڑے تجارتی شریکوں کے ساتھ پاکستان کے اچھے تعلقات ہیں۔ تاہم 72 فیصد نے ملکی معیشت کی حالت کو خراب، اور امن وامان کو بڑے مسائل میں سے ایک قرار دیا (دیکھئے **جدول 2.1.1**)۔

(2) رائے دہندگان کی اکثریت نے ملازمت، جائیداد کے اندراج، ترسیلات اور معاہدوں کے نفاذ سے متعلق پالیسیوں اور ضوابط کو تسلی بخش قرار دیا جبکہ کارپوریٹ ٹیکس کی بلند شرح (35 فیصد)، پراویڈنٹ فنڈ پر ٹیکس اور پالیسیوں کے مؤثر نفاذ کے حوالے سے شکایت کی۔

(3) سرکاری انتظامیہ تک رسائی کا معاملہ غیرتسلی بخش پایا گیا، فروری 2008ء میں جمہوریت کی پیش قدمی کے باوجود وزارتوں سے رابطہ کرنا کاروباری حلقوں کے لیے اب بھی دشوار ہے۔

(4) سروے میں 12 ضوابطی اداروں کی کارکردگی کے بارے میں پوچھا گیا جن میں سے واپڈا اور 'آئی پی او پی' کے سوا تمام کی کارکردگی کو تسلی بخش قرار دیا گیا۔ رائے دہندگان نے کارکردگی کے اعتبار سے اسٹیٹ بینک، سیکورٹیز اینڈ ایکسچینج کمیشن آف پاکستان اور فیڈرل بورڈ آف ریونیو کو بہترین قرار دیا۔

(5) رائے دہندگان کے مطابق پانچ بڑے شہروں میں سے کراچی، لاہور اور اسلام آباد کی ضلعی حکومتوں کی طرف سے سازگار ماحول فراہم کیا جارہا ہے جبکہ کوئٹہ کو غیرملکی سرمایہ کاروں کے لیے سب سے زیادہ ناسازگار قرار دیا گیا، 62 فیصد نے کوئٹہ کو سرمایہ کاری کے لیے قابل قبول حد سے نیچے قرار دیا۔ فیصل آباد کو بھی سازگار ماحول کا حامل قرار دیا گیا تاہم 35 فیصد کے نزدیک یہ سرمایہ کاری کے لیے ناموزوں شہر ہے۔

(6) جہاں تک بنیادی ضروریات کی فراہمی کا سوال ہے تو گیس کی دستیابی بحیثیت مجموعی تسلی بخش رہی تاہم بجلی کی دستیابی کو 99 فیصد نے انتہائی غیریقینی قرار دیا۔ 73 فیصد رائے دہندگان کے نزدیک پانی اور نکاسی کی سہولتیں غیرمعیاری ہیں۔

(7) امن وامان کی موجودہ حالت کو سرمایہ کاری کے لیے سب سے زیادہ ناموزوں سمجھا گیا، 96 فیصد رائے دہندگان نے امن وامان کو غیرتسلی بخش قرار دیا، تاہم یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ 83 فیصد سرمایہ کار امن وامان کی خراب صورتحال کے باوجود سرمایہ کاری کرنے کے فیصلے پر برقرار ہیں۔

12 ماخذ: اوورسیز انویسٹرز چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری (اوآئی سی سی آئی)۔ اوآئی سی سی آئی 1860ء میں قائم کیا گیا، اس میں اشیا سازی کے تمام بڑے شعبوں (تیل اور گیس، توانائی، انجینئرنگ، فارما، کیمیکل، مصنوعی کھاد، ٹیکسٹائل، آئی ٹی، ٹیلی مواصلات، زراعت وغیرہ) کی 175 کمپنیوں کو نمائندگی حاصل ہے۔ رکن کمپنیاں مختلف خطوں سے تعلق رکھتی ہیں: 85 یورپ کی، 42 امریکہ کی، 17 مشرق وسطیٰ، 10 جاپان، 4 چین اور 17 کمپنیاں دیگر ملکوں کی ہے۔

سروے کی آرا کو دیکھتے ہوئے پائیدار نمو کی بحالی کے لیے سرمایہ کاروں کا اعتماد بحال کرنا ناگزیر ہے، اور اس مقصد کے لیے امن وامان کی صورتحال میں بہتری، کارپوریٹ انتظامیہ میں بہتری، بجلی کی مسلسل فراہمی، اور انفرااسٹرکچر کی رکاوٹوں کو دور کرنا بنیادی اہمیت کے حامل اقدامات ہیں۔ اگرچہ ان میں سے بعض مسائل کو عارضی انتظامی اقدامات سے عارضی طور پر حل کیا جاسکتا ہے تاہم ان مسائل کا مستقل حل تعلیم، صحت اور انفرااسٹرکچر میں سرمایہ کاری کے علاوہ ساختی اصلاحات اور دوسرے مرحلے کی اصلاحات کے مؤثر عمل درآمد میں پوشیدہ ہے۔

2.3 خدمات

شکل 2.16: صارفی اشیا اور خام مال کی درآمد کی نمو

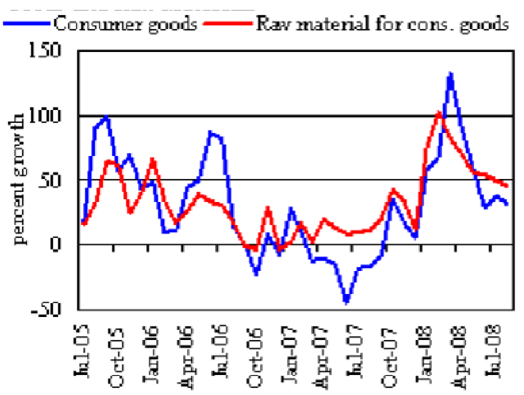

حالیہ برسوں کے دوران اقتصادی سرگرمیوں میں اتار چڑھاؤ کے تناظر میں خدمات کا شعبہ بہت مستحکم رہا ہے۔ ملکی اقتصادی سرگرمیوں میں بحیثیت مجموعی سست روی کے باوجود خدمات کے شعبے میں براہ راست بیرونی سرمایہ کاری بڑھنے سے اس امر کی عکاسی ہوتی ہے۔[13] کارکردگی کے لحاظ سے اجناس کی پیداوار کے شعبے کی صورتحال فی الحال حوصلہ شکن ہے تاہم خدمات کے شعبے کے اظہاریے ایک ملی جلی تصویر پیش کرتے ہیں۔ تھوک اور خردہ تجارت، ٹرانسپورٹ اور مواصلات جیسے شعبوں کی کارکردگی گذشتہ مالی سال سے کمزور رہنے کا امکان ہے تاہم کمیونٹی اور سماجی خدمات، فنانس اور بیمہ، اور سرکاری انتظامیہ اور دفاع جیسے شعبوں کی کارکردگی میں نمو اس سال بھی مستحکم رہنے کی توقع ہے۔

تھوک اور خردہ تجارت کے اہم اظہاریے رواں مالی سال کی پہلی سہ ماہی کے دوران تجارتی سرگرمیوں میں واضح کمی دکھا رہے ہیں جس کا بنیادی سبب اشیا سازی کی سرگرمیوں میں نمایاں کمی اور درآمدی صارفی اشیا کی طلب کا کم ہونا ہے (دیکھئے **شکل 2.16**)۔[14] صارفی اشیا کی طلب کا گھٹنا روپے کی قدر میں نمایاں کمی کا بھی عکاس ہے، جبکہ بلند گرانی اور ملازمتیں پیدا ہونے کے ناسازگار حالات کو دیکھتے ہوئے لوگ صرف بنیادی ضرورت کی اشیا کی خریداری کو ترجیح دینے لگے ہیں۔ بعض شواہد سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مالی سال کے دوران عید کی خریداری گذشتہ برس کی نسبت خاصی کم رہی جس کا ایک سبب مذکورہ بالا اقتصادی عوامل ہیں اور جزوی سبب رمضان اور اس کے بعد سے ملک کے بعض علاقوں میں موجود بدامنی ہے۔

ان متعدد منفی پہلوؤں کے مقابلے میں زرعی نمو میں بہتری آنے سے تجارت کے ذیلی شعبے کو اضافہ قدر بڑھانے میں مدد ملے گی۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اگرچہ پہلی سہ ماہی کے دوران مجموعی درآمدات میں خاصا مستحکم اضافہ ہوا تاہم نومبر 2008ء میں اس میں اعتدال کا رویہ دیکھا گیا جو کہ آئندہ جاری رہنے کا امکان ہے۔

13 خدمات کے شعبے میں براہ راست بیرونی سرمایہ کاری رواں مالی سال کی پہلی سہ ماہی میں 2.5 فیصد بڑھ گئی، جبکہ گزشتہ مالی سال کے اسی عرصے میں اس میں 4.4 فیصد کمی آئی تھی۔

14 سالانہ ڈیٹا سے معلوم ہوتا ہے کہ صارفی مصنوعات کی درآمد میں نمو اور تھوک اور خردہ تجارت میں نمو کے مابین بلند کوریلیشن (0.84) پایا جاتا ہے۔

کمرشل بینکوں کی آمدنی 2008ء کے 9 مہینوں میں، پچھلے سال کے مقابلے میں خاصی کم رہنے کے باوجود، فنانس اور بیمہ کے ذیلی شعبوں کی نمو اس مالی سال بھی عمدہ رہنے کی توقع کی جارہی ہے۔ اسٹیٹ بینک کے منافع میں متوقع اضافے سے فنانس اور بیمہ میں نمو کو مہمیز ملنے کا امکان ہے، نیز شعبہ بیمہ کی بہتر کارکردگی اور براہ راست بیرونی سرمایہ کاری کی مستحکم آمد کے علاوہ جو چیز اس میں اہم کردار ادا کرے گی وہ کمرشل بینکوں کے منافع میں دوبارہ ہونے والا اضافہ ہے جو بینکاری نظام میں سیالیت کی قلت کے پیش نظر اسٹیٹ بینک کے حالیہ اقدامات سے ہوا۔

جدول 2.4: پی آئی اے کی کارکردگی کے منتخب اظہاریے

فیصد یا دیگر مذکورا اکائی

	08ء، پہلی سہ ماہی	08ء، دوسری سہ ماہی	08ء، تیسری سہ ماہی
عالمی محاصل میں نمو	0.8	14.7	33.0
عالمی اخراجات میں نمو	-1.9	18.2	45.5
جیٹ ایندھن کی قیمت (روپے فی گیلن)	174.5	241.2	274.0
ایندھن کی لاگت بطور فیصد کل لاگت	37.2	33.9	34.0
طویل مدت قرضہ (ملین روپے)	83,211	87,033	99,486
بعد از ٹیکس نفع رنقصان (ملین روپے)	(5,487)	(12,601)	(20,437)

ماخذ: سہ ماہی رپورٹیں، پی آئی اے

شکل 2.17: موبائل ٹیلی کام کے منتخب اظہاریے

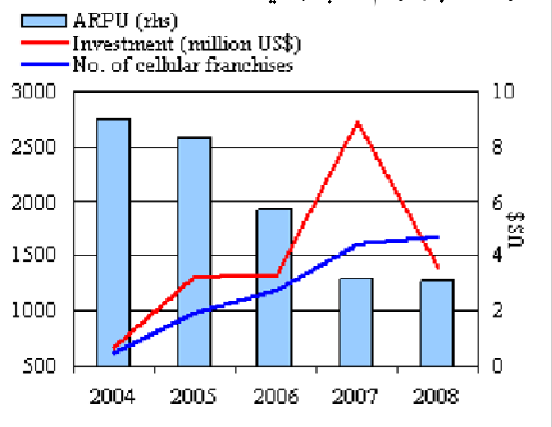

مالی سال 08ء میں ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات میں اضافۂ قدر میں ٹرانسپورٹ کا حصہ تقریباً 70 فیصد رہا تھا۔ تب ایندھن کی قیمتوں میں ہونے والے زبردست اضافے نے فضائی، بحری اور روڈ ٹرانسپورٹ میں اضافۂ قدر کو بری طرح متاثر کیا تھا جس کے اثرات نئے مالی سال کی پہلی سہ ماہی میں بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔ پیٹرول کی قیمتوں میں اضافے کے اثرات کا اندازہ پی آئی اے کو بڑھتے ہوئے نقصانات سے لگایا جا سکتا ہے۔ ایندھن کی مہنگائی نے جاری اخراجات میں زبردست اضافہ کر دیا جس نے نئے مالی سال کی پہلی سہ ماہی کے دوران رواں محاصل میں مستحکم نمو کے اثرات کو دھندلا دیا ہے (دیکھئے **جدول 2.4**)۔ تیل کی عالمی قیمتوں میں حالیہ کمی اور ان قیمتوں کی مقامی منڈی کو منتقلی کے نتیجے میں امید ہے کہ ٹرانسپورٹ کے ذیلی شعبے میں اضافۂ قدر پر مثبت اثرات پڑیں گے۔

مواصلات کے شعبے میں موبائل مواصلات کے زیر اثر اضافۂ قدر نے حالیہ برسوں میں مستحکم نمو دکھائی ہے۔ حکومت نے بھی اس شعبے کے لیے آزادروی کی پالیسی اپنائی ہے جس کے تحت صارفین کو کم خرچ اور جدت پر مبنی مصنوعات فراہم ہو رہی ہیں۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ سیلولر ڈینسٹی (cellular density) میں اضافے کے اعداد و شمار ممکنہ طور پر گمراہ کن ہو سکتے ہیں کیونکہ سیلولر کنکشن کی مجموعی تعداد میں غیر فعال موبائل کنکشن بھی شامل کیے جاتے ہیں۔ اس حقیقت، اور کال ریٹس میں کمی کے اثرات کی عکاسی اس امر سے ہوتی ہے کہ 'فی صارف ماہانہ اوسط محاصل'

(ARPU) بڑی حد تک مستقل ہو چکے ہیں (دیکھیے **شکل 2.17**)۔صارف کے بارے میں معلومات (know your customer) کے حوالے سے موجود قواعد کی سختی سے پابندی اور مواصلاتی خدمات پر ٹیکس بڑھنے کی وجہ سے 'فی صارف ماہانہ اوسط محاصل' میں مزید کمی متوقع ہے۔[15] ٹیلی مواصلات میں براہ راست بیرونی سرمایہ کاری میں کمی آنے سے اس تاثر کو تقویت ملتی ہے کہ اگلے مہینوں میں اس ذیلی شعبے میں نمو سست ہو جائے گی۔تاہم موبائل بینکاری، موبائل وڈیو کالنگ اور بذریعہ موبائل فون انٹرنیٹ تک رسائی جیسی جدید سہولتیں وہ چند مثبت عوامل ہیں جو اس ذیلی شعبے میں آنے والے تنزل کی کسی حد تک تلافی کردیں گے۔

حکومت کے شروع کیے گئے متعدد ترقیاتی منصوبوں میں لوگوں کو ملازمتیں دینے سے سرکاری اخراجات بڑھ گئے ہیں، اس کے علاوہ ملک کے قبائلی علاقوں میں دہشت گردی کے خلاف جاری مہم کی وجہ سے رواں مالی سال کی پہلی سہ ماہی میں انتظامیہ اور دفاع پر سرکاری اخراجات میں اضافہ ہوا ہے (دیکھیے **جدول 2.5**)۔اخراجات میں اس اضافے سے سرکاری انتظامیہ اور دفاع کے ذیلی شعبوں کی طرف سے مالی سال میں اضافۂ قدر میں اعانت ملنے کی توقع ہے۔اسی طرح بلوچستان کے زلزلے سے متاثرہ علاقوں میں، اور دہشت گردی کے خلاف مہم کی وجہ سے قبائلی علاقوں سے بے گھر ہونے والوں کی بحالی کے لیے کی جانے والی امدادی سرگرمیوں کے نتیجے میں کمیونٹی اور سماجی خدمات کی طرف سے اضافۂ قدر میں اضافہ متوقع ہے۔

خدمات کے شعبے کے بحیثیت مجموعی تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ شعبہ، جی ڈی پی میں جس کا حصہ نصف سے زائد ہے، مالی سال09ء میں 6.1 فیصد نمو کا اپنا ہدف حاصل کرلے گا۔یہ بات یاد رہے کہ گذشتہ مالی سال کی عبوری نمو 8.2 فیصد کے مقابلے میں مالی سال09ء کا ہدف خاصا کم رکھا گیا ہے۔

15 ٹیلی مواصلات خدمات پر فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی جولائی مالی سال08ء میں 15 سے بڑھا کر 21 فیصد کردی گئی۔اس کے علاوہ ان خدمات پر ودہولڈنگ ٹیکس عائد ہے۔

جدول2.5: شعبہ خدمات کی کارکردگی کے اظہاریے

فیصد نمو یا دیگر مذکورہ اکائی

	م س07ء	م س08ء	م س07ء، پہلی سہ ماہی	م س08ء، پہلی سہ ماہی	م س09ء، پہلی سہ ماہی
تھوک اور خردہ تجارت	5.4	6.4			
تھوک اور خردہ کاروبار کو قرضہ	-62.7	143.5	15.0	5.7	20.1
تجارت میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری	46.0	1.3	107.1	-15.3	-17.1
درآمدات	6.9	30.9	13.3	8.5	34.3
تجارتی حجم (درآمدات اور برآمدات)	5.5	24.2	9.1	6.8	28.9
ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات	6.5	4.4			
ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات کو قرضہ	48.3	-23.0	30.8	11.4	17.0
خام پٹرولیم کی درآمد	-4.9	44.8	2.3	5.3	85.8
کمرشل گاڑیوں کی پیداوار	7.9	2.0	5.8	0.9	10.9
ٹیلی ڈینسٹی (فیصد آبادی)	44.1	59.7	-	47.8	60.0
سیلولر ڈینسٹی (فیصد آبادی)	39.9	54.7	-	43.6	55.9
ٹیلی کام درآمدات	15.2	4.0	17.7	6.4	-29.4
ٹرانسپورٹ گروپ کی درآمدات	9.2	-6.4	20.3	-7.5	-20.9
ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری و مواصلات میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری	-0.5	-11.0	217.1	24.8	-27.9
مالیات اور بیمہ	15.0	17.0			
کمرشل بینکوں کا منافع	24 a	-1.8 a	75.9 b	12.9 b	1.3 b
مالی کاروبار میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری	182.6	72.4	948.7	-37.9	68.3
رہائش کی ملکیت	3.5	3.5			
سیمنٹ کی پیداوار	22.5	17.6	14.3	23.0	0.6
دھات کی پیداوار	10.7	-12.7	11.5	1.6	-26.6
تعمیرات کو قرضہ	22.1	90.3	22.8	33.6	45.0
نظم عامہ اور دفاع	9.1	10.9			
نظم عامہ اور دفاع پر مالیاتی اخراجات	3.3	14.1	-18.5	26.3	42.8
کمیونٹی، سماجی اور ذاتی خدمات	8.8	9.4			
کمیونٹی، سماجی اور ذاتی خدمات میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری	23.8	16.3	40.4	1.5	129.2
شعبہ خدمات میں کل بیرونی براہ راست سرمایہ کاری	27.4	13.5	298.4	-4.4	2.5

a: یہ اعداد و شمار کیلنڈر سال کے ہیں۔

b: کیلنڈر سال سے متعلق سہ ماہی اعداد و شمار